

نافذ تو کر دیے لیکن بعد میں آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ مثلاً۔

۱۵؎ وظائف میں اسلامی خدمات کا لحاظ :- رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں امت کے ضرورت مند افراد کو ان کی ضرورت کے مطابق وظائف دیے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ وظائف کی مقدار کا تعین اسلام کی خدمات کے مدارج کے مطابق ہونا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے اپنی یہ رائے حضرت ابوبکرؓ کو پیش کی تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ ہم ان لوگوں کی ضروریات کا ہی خیال رکھیں گے اور ان کی اسلامی خدمات کا معاوضہ ان کو اللہ کے ہاں سے ملے گا پھر جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا۔ تو آپؓ نے فوراً اپنی رائے پر عمل درآمد شروع کر دیا اور وظائف کی تعیین کچھ اس طرح کی۔

امہات المؤمنین کو بارہ بارہ ہزار دہم سالانہ۔ حضورؐ سے قرابت کی بنا پر حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ اور حضرات جنین کو پانچ پانچ ہزار، دفاعی جنگوں میں شریک ہونے والے مجاہدین کو چار چار ہزار، فتح مکہ سے پہلے ہجرت کرنے والوں کو تین تین ہزار اور فتح مکہ کے بعد اسلام لانے والوں کے لیے دو ہزار درہم مقرر کئے۔ باقی لوگوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا اور وظیفہ سے کوئی محروم نہ رہا۔ (اسلام میں عدل اجتماعی۔ سید قطب شہید صفحہ ۴۴، ۴۵، ۴۶)۔ اسی معاشی پالیسی کے غلط اثرات آپؐ کی زندگی میں ہی نمایاں ہونے شروع ہو گئے تھے۔ جب آپؐ نے طبقاتی تقسیم کا آغاز اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا تب جا کر آپؐ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور آپؐ نے ارادہ کیا کہ اگر اگلے سال تک زندہ رہا تو اس پالیسی کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی پالیسی کے مطابق کر دوں گا مگر افسوس ہے کہ اگلے سال کے آنے سے پہلے ہی آپؐ کی شہادت واقع ہو گئی۔ چنانچہ یہی پالیسی حضرت عثمان کے زمانہ میں جاری رہی اور طبقاتی تفاوت بڑھتا گیا۔ بہر حال یہ فیصلہ بھی تدبیری قسم کا ہی تھا جس سے کو واضح شرعی حکم مجروح نہیں ہوتا تھا۔

۲۶؎، ۲۷؎ تطلیق ثلاثہ اور حلالہ :- حضرت عمرؓ نے جب مسلمانوں میں یہ دبا عام کیجی کہ وہ سنت رسولؐ کے طریقہ کے خلاف بیک مجلس تین طلاق دیتے ہیں تو آپؓ نے ایسے لوگوں کو ان کی اس حرکت کی سزا دی کہ ایسی تین طلاق کو تانوا تین طلاق ہی شمار کر کے اسے طلاق رجعی کے بجائے طلاق بائنہ قرار

دے دیا۔ اگرچہ آپ کا یہ فیصلہ سیاسی نوعیت کا تھا تاہم ہمیں یہ تسلیم کر لینے میں کچھ باک نہیں ہے۔ کہ آپ کا یہ فیصلہ شرعی تبدیلی یا شرعی ترمیم "نہیں بلکہ براہ راست کتاب اللہ اور سنت رسول کے

لے کیلانی صاحب نے حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کو سیاسی کہا ہے۔ لیکن یہ فیصلہ سیاسی تھا یا شرعی تھا اس کے بارے میں مشہور غیر متحدد عالم مولانا محمد ابراہیم میرٹھ لکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی نسبت یہ تصور دلنا کہ انہوں نے معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بدل ڈالا بہت بڑی جرأت ہے واللہ اس عبارت کو نقل کرتے وقت ہمارا دل و دل گیا اور حیرانی ہو گئی کہ ایک شخص جو خود مسند کی حقیقت نہیں سمجھا وہ خلیفہ رسول اللہؐ کی نسبت یہ خیال رکھتا ہو کہ وہ سنت کے بدلنے میں افسوس جی تھا استغفر اللہ استغفر اللہ اس حکم کے سیاسی سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی ہے اور بیچ در بیچ غلطیوں کے سلسلہ میں پڑ گئے ہیں یہ کہنا کہ خلیفہ کے بعد اس کے بحال رہنے یا نہ رہنے میں اختلاف ہو اس امر غلط اور ایجاد بندہ ہے محدثین کی طرف یہ بات منسوب کرنی کہ وہ اسے سیاسی حکم کہتے تھے بالکل غلط ہے اور یہ ایجاد بندہ ہے۔ پھر آگے چل کر کہتے ہیں جو کہ وہ اس حکم میں حضرت عمرؓ کی موافقت کرتا ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ حضرت عمرؓ کا یہ حکم محض سیاسی تھا اور نہ یہ کہتا ہے کہ وہ سیاسی حکم اب بھی بحال رہنا چاہیے بلکہ وہ تو اسے اس لیے مانتا ہے کہ اس کے نزدیک حضرت عمرؓ کا یہ حکم قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے پھر آگے لکھتے ہیں جناب نے جو یہ فرمایا ہے کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں اس جگہ محدثین سے اگر ہم جمیع محدثین مراد لیں جو بجا ہے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد اور ان کے مثل دیگر ائمہ حدیث جن کے اس امر گرامی لکھنے میں خوف طوالت ہے محدثین کی فہرست میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر شامل ہیں تو یہ بات کلیتہً تو درست نہ ہوئی کہ محدثین اس کو سیاسی حکم کہتے ہیں کیونکہ سب ائمہ مذکورین صودت زیر سوال میں بین مطلق پڑنے کے قائل ہیں اور وہ اس کے دلائل شرعیہ بیان کرتے ہیں کیا جناب مہربانی فرما کر ان بزرگان دین کی تصریحات بتانے کی تکلیف گوارا کریں گے جہاں انہوں نے اس حکم فاروقی کو محض ایک سیاسی حکم قرار دیا ہو اور مذہبی نہ سمجھا ہو اور پھر اسے بحال رکھا ہو۔ ہمیں دوبار اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہوئے کہنا پڑتا

(بقیہ حاشیہ ص ۳) کوئی تحریر نہ ملی جس میں یہ مذکور ہو کہ امام غلام نے حضرت عمرؓ کے اس حکم کو محض

ایک سیاسی سمجھا اور اگر لفظ محدثین سے جناب کی مراد بعض محدثین ہوں تو اس صورت میں ہم گزارش کریں گے کہ جناب اس کے حوالہ کی بھی تکلیف گوارا کر کے اور ہم پراحسان کر کے ثواب داریں حاصل کریں کہ وہ کون سے محدثین ہیں جنہوں نے آپ کی طرح اسے سیاسی مداخلت فی الدین سمجھا ہو گو بقول آپ کے جائز مداخلت ہو اور اگر محدثین سے آپ کی اپنی ذات گرامی اور اس زمانہ کے آپ جیسے دیگر علماء اہل حدیث مراد ہیں تو بے ادبی معاف! مجھے آپ کو یا ان کو محدثین کہنے میں تاثر ہے دورہ میں صحاح ستہ کی سطروں پر سے نظر گزار دینے سے محدث نہیں بن سکتے۔ آخر میں ہم پھر دہراتے ہیں کہ متقدمین میں سے امام مالکؒ کا موطا پھر امام شافعیؒ کی کتاب الام پھر متاخرین میں سے شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ازالۃ الخمار ملاحظہ فرمائیے جن کے بعد اس وقت تک ہندوستان میں تو ایسا شخص ہوا نہیں کہ اسے امام کہہ سکے اور دوسرے مالک کا حال خدا جانے ان سب کتب میں حضرت عمرؓ کی موافقت ولائل شرعیہ سے کی گئی ہے اتھی (اخبار الطیش ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ از ہمارے مرقعہ ص ۱۲۲)

حضرت مولانا سیال کوٹلیؒ نے حضرت عمرؓ کے اس حکم کے سیاسی ہونے کی جس سلجھ ہوئے انداز سے تردید کی ہے اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ اور نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی مختلف پتیرے بدل بدل کر آخر میں اس کو شرعی حکم کہا اور تسلیم کیا ہے (ملاحظہ ہو الجند فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنة ۶۵)

حافظ ابن قیمؒ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :
فلما دكب الناس الاحميوقه (الی ان قال) اجوبى الله على لسان
الخليفة الراشد والصحابۃ معه شوعا وقدوا الزامنهم بذلك
والفاذه عليهم۔ (اعلام الموقعین جلد ۲ ص ۲۴)

ترجمہ : جب لوگوں نے حماقت کا ارتکاب شروع کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ راشدؓ اور ان کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی زبانوں پر از روئے شرع اور قدرتیں بھلا توں کو ان پر جاری اور نافذ کر دیا۔

خلاف تھا آپ اپنے اس فیصلہ کے حق میں یہ دلیل دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے

ﷺ فاضل مقالہ نگار مولانا عبد الرحمن کیلانی حضرت عمرؓ پر پرویز اور جعفر شاہ صاحب بھلوی کی جانب سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے جب تطبیق ثلاثہ کے موضوع پر پہنچے تو چونکہ یہ مسئلہ ان کے اپنے نظریہ اور عقیدہ نیز مسلک اہل بدیث کے خلاف تھا لہذا کیلانی صاحب نے حضرت عمرؓ کی حمایت کی بنسبت اپنے مسلک اہل بدیث کی حمایت کو مقدم سمجھا اور حضرت عمرؓ پر برس پڑے اور بیک جنبش قلم انہیں مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ بھی قرار دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کیا چنانچہ لکھتے ہیں: "ہمیں یہ تسلیم کر لینے میں کوئی باک نہیں کہ آپ کا یہ فیصلہ شرعی تبدیلی یا شرعی ترمیم نہیں بلکہ براہ راست کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف تھا"

اہل حدیث حضرات ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں کو ایک طلاق ہی شمار کرتے ہیں اور شوہر کے لیے رجوع کا حق بھی باقی رکھتے ہیں۔ جبکہ جمہور صحابہ کرام ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور اکثر محدثین ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقیں کو تین ہی شمار کرتے ہیں۔ جمہور اپنے اس دعویٰ میں قرآن پاک کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

فان طلقها فلا تمحل له من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ: (البقرہ ۲۱)
اس آیت کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

قال الشافعی فان القوان واللہ اعلم یدل علی ان من طلق زوجة له دخل بها او لم يدخل بها ثلاثا لم تمحل له حتی تنکح زوجا غیرہ: (کتاب الام ۱۶۵ ص ۳۳۳ طبع بیروت)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ قرآن کیم کا ظاہر اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں خواہ اس نے اس سے ہمبستری کی ہو یا نہ کی ہو تو وہ عورت اس شخص کے

(بقیہ حاشیہ ۳) لیے حلال نہیں ہے یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے۔
 اس سے متصل پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو طلاقوں کا ذکر کیا ہے الطَّلَاقُ مُرَّتَانِ
 اس کے فوراً بعد فان طلقها والی آیت ہے یعنی طلاقین تو دہوی ہیں لیکن اگر کسی شخص
 نے دو طلاقین دینے کے فوراً بعد نادانی کی بنا پر تیسری طلاق بھی دے دی تو پھر اس کی
 بیوی اس کے لیے حلال نہیں رہے گی جب تک کہ یہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح
 نہ کرے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف فا کو استعمال کیا ہے جو کہ تعقیب مع الوصل
 کے لیے آتا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر دو طلاقین دینے کے فوراً بعد اسی مجلس میں اگر
 تیسری بھی دے دی تو تیسری طلاق بھی واقع ہو جائے گی اور اب اس کے لیے اس کی بیوی
 حلال نہیں۔

یہاں پر اگر حرف ثمر ہوتا جو کہ مہلت اور ترانخی کے لیے آتا ہے تو پھر معنی یہ بنتے کہ ایک
 طہر میں ایک طلاق دوسرے طہر میں دوسری اور تیسری طہر میں تیسری طلاق۔ اس صورت
 میں ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقیں ایک ہی واقع ہوں مگر یہاں پر ایسا نہیں ہے
 اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں۔

ثُمَّ وَجَدْنَا مِنْ حُجَّةٍ مَنْ قَالَ إِنَّ الطَّلَاقَ الثَّلَاثَ مَجْمُوعَةٌ سَنَةٌ
 لَا بَدْعَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكَحَ
 ذَوْجًا غَيْرَهُ فَهَذَا يَقَعُ عَلَى الثَّلَاثِ مَجْمُوعَةٌ وَمَفْرُوقَةٌ وَلَا يَجُوزُ أَنْ
 يَخْصُصَ بِهَذَا الْآيَةِ بَعْضُ دُونَ بَعْضٍ بِغَيْرِ نَصٍّ صَحْلَى جلد ۸
 ص ۲۰۷ طبع مصر۔

ترجمہ: وہ لوگ جو بیک وقت تین طلاقین دینے کو بدعت نہیں کہتے بلکہ سنت
 سمجھتے ہیں ان کی دلیل ہم نے یہ پائی کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر شوہر نے اپنی
 بیوی کو (تیسری) طلاق دے دی تو وہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ
 دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے یہ مضمون اکٹھی دی گئیں طلاقوں پر بھی صادق آتا

ہے اور جدا جدا طور پر دی گئیں تین طلاقوں پر بھی اور بغیر کسی نص کے اس آیت کو تین اکٹھی طلاقوں کو چھوڑ کر صرف متفرق کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جس طرح آیت کے مفہوم میں متفرق طور پر دی گئیں تین طلاقیں داخل ہیں اسی طرح ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقیں بھی اس میں شامل ہیں۔ نیز جس طرح متفرق طور پر دی گئیں تین طلاقوں کے وقوع پر کسی کو اعتراض نہیں ہے اسی طرح ایک ہی مجلس میں دی گئیں تین طلاقوں کے وقوع پر بھی کسی کو کوئی اختلاف ہے بلکہ یہ بھی سنت اور جائز ہیں۔ ذخیرہ احادیث میں کئی ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہی شمار کر کے انہیں نافذ کر دیا۔

۱۔ عن سہل بن سعد فی هذا الخبیر قال فطلقها ثلاث تطلقات عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانفذہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم۔ ابو داؤد ص ۳۶۶ طبع کانپور

ترجمہ: حضرت عومیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو آپ نے انہیں نافذ کر دیا: اس حدیث میں عند رسول اللہ اور فانفذہ الفاظ قابل غور ہیں کہ حضور کے سامنے حضرت عومیر نے ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور آپ نے انہیں نافذ کیا۔

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن عیاض بن عبد اللہ الفہری پر بعض حضرات نے ضعف کا حکم لگایا ہے عیاض بن عبد اللہ کے بارے میں مولانا سرفراز صاحب عمدۃ الاثبات میں لکھتے ہیں امام بن حبان اور امام ابن شاہین اس کو ثقات میں لکھتے ہیں اور امام البوصاح فرماتے ہیں ثبت لہ بالمدينة شان کبیر..... نیز میلم۔ ابو داؤد نسائی اور ابن ماجہ کا راوی ہے تہذیب التہذیب ص ۲۰۸ امام ابو داؤد اور علامہ منذری اس روایت کو قتل کر کے دونوں اس پر سکوت کرتے ہیں اور ضعف کا کوئی حکم اس پر نہیں لگاتے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت قابل اعتبار ہے اور امام خطابی

معالم السنن ج ۱۶ میں اس روایت کے فقہی معانی تو بیان کرتے ہیں مگر اس پر ضعف کا کوئی حکم نہیں لگاتے گویا ان کے نزدیک بھی یہ روایت قابل احتجاج ہے۔ امام خطابی تصریح کرتے ہیں

و کتاب ابی داؤد خلی منها و بیوی جملة و جوهها۔
ترجمہ: امام ابو داؤد کی کتاب موضوع وغیرہ سے بالکل خالی ہے اور ان جلد قسموں (موضوع مجہول ضعف) سے مبرا ہے: عمدة الاثاث
فی حکم الطلقات الثلاث ص ۱۹

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک باب باندھا ہے باب من جود طلاق الثلاث اس کے تحت حضرت عویمیر العجلانی کی حدیث لائے ہیں جس کے آخری الفاظ ہیں۔
۲۔ قال عویمیر کذبت علیہا یا رسول اللہ ان امسکتہا فطلقہا
ثلاثا قبل ان یامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: بخادی

ص ۴۹۱ - مسلم ج ۱ سنن الکبریٰ ج ۳۳۴
ترجمہ: حضرت عویمیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لعان کرنے کے بعد آپ کے فیصلہ کرنے سے قبل یہ کہا اگر میں اس کو اب اپنے پاس رکھوں تو میں چھوٹا ثابت ہو جاؤں گا لہذا عویمیر نے فوراً آپ کے سامنے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔

اس حدیث کی تشریح میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں
قولہ فطلقہا ثلاثا فانہ ظاہر فی کونہ مجموعۃ ففتح البای
ج ۹ ص ۳۶۷ مطبوعہ لاہور۔

ترجمہ: فطلقہا ثلاثا کا جملہ بظاہر اسی کا تقاضا کرتا ہے کہ تین طلاقیں اٹھی اور دفعۃً دی گئیں تھیں۔ یہی مطلب علامہ بدر الدین عینیؒ نے لکھا ہے ملاحظہ ہو
عمدة القاری المحلل العشرین ص ۲۳ طبع بیروت

نیز علامہ قسطلانی اس باب کا عنوان نقل کرنے کے بعد اوتس میح باحسان کی تفسیر میں لکھتے ہیں

وهذا عام يتناول ايقاع الثلاث دفعة واحدة وقد دلت
الآية على ذلك من غير نكبو خلا فالمن لم يحز ذلك - ارشاد الساری

صفحہ ۱۸۷ مصدح
ترجمہ: یہ حدیث یکبارگی دی گئیں تین طلاقیں پر صادق آتی ہے اور کثرت بھی اس پر دلالت
کرتی ہے اور اس میں کسی کا انکار منقول نہیں بجز ان کے جو اس کو جائز نہیں سمجھتے۔

ایک آیت اور دو حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی
رہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اور صحابہ کے زمانہ میں بھی اور اس کے بعد
اس پر اجماع ہو گیا اس میں کسی کا اختلاف نہیں رہا سوائے چند حضرات کے جن میں شیعہ
حضرات بھی شامل ہیں۔ فقہ جعفریہ میں تصریح ہے اس بات کی کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک
ہی شمار ہوتی ہیں۔ چنانچہ فروع کافی میں ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال ایاک والمطلقات ثلاث فی مجلس
فانہن ذوات ازواج (فروع کافی - صفحہ ۷۸)

ترجمہ: امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جن عورتوں کو ایک مجلس میں تین طلاقیں
دی گئیں ہوں ان سے نکاح کرنے سے بچنا کیونکہ وہ دو خاوند والی ہیں یعنی کچی
سہمہ وہ پہلے خاوند پر حرام نہیں ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں اہل بیت
حضرات اور شیعہ دونوں متفق ہیں اور پوری امت ایک طرف ہے۔ یہ مسئلہ
فقہ جعفریہ کی ضروریات شیعہ میں سے ہے یہ مسئلہ شیعہ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت
میں کیا ہے۔ فقہ جعفریہ کی مشہور کتاب فقہ الامام جعفر صادق میں ہے۔

واذا قال انت طالق ثلاثا وانت طالق انت طالق انت طالق
وقصد الثلاث لا يقع الا واحدة قال صاحب الجواهر الاجماع
على ذلك بل كانه من ضروری مذهب الشیعة وفي صحیح زوائد
انه سال الامام الصادق عن رجل طلق امواته ثلاثا فی مجلس
واحد وهی طاهر قال واحدة: فقہ الامام جعفر الصادق ص ۱۲ طبع بیروت۔

طلاق کے سلسلہ میں آسانی رکھی تھی۔ مگر لوگوں نے کتاب اللہ سے کھیندا شروع کر دیا۔ لہذا اب یہ کسی رعایت کے مستحق نہیں رہے۔ نیز فرماتے تھے کہ مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے جو اس سے ڈرتا ہے۔ یہ لوگ جو بیک وقت مجلس تین طلاق دیتے اللہ تعالیٰ سے مطلق نہیں ڈرتے کیونکہ شرعی طریقہ کے مطابق نہیں۔ لہذا یہ لوگ کسی طرح کی رعایت کے مستحق نہیں ہو سکتے

حضرت عمرؓ کی عقل و دانش اور سیاسی تدبیر سے کسے انکار ہو سکتا ہے تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ بہر حال عام انسان ہی تھے نبی نہ تھے کہ ان کا ہر اجتہاد درست اور قابل احتجاج ہو۔ آپ کے اس فیصلہ کی غلطی کا اس سے زیادہ واضح اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اس فیصلہ پر صحابہ کا اجماع نہ ہو سکا اور بڑے بڑے صحابہ کرام مثلاً حضرت ابن عباس، حضرت عبدالرحمن بن عوف (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶)

ترجمہ: اور جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا انت طالق ثلاثا یا کہا انت طالق انت طالق انت طالق اور نیت بھی تین کی کی تو طلاق ایک ہی واقع ہوگی صاحب جواہر نے کہا ہے یہ مسئلہ اجماعی اور ضروریات مذہب شیعہ میں سے ہے۔ صحیح زرارہ میں یہ روایت ہے کہ امام جعفر صادق سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جس نے حالت طہر میں ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ طلاق ایک ہی واقع ہوگی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ ضروریات مذہب شیعہ میں سے ہے جسے غیر مقلد نے اپنا رکھا ہے۔ حضرت عمرؓ نے صرف اتنا کیا تھا کہ عام طور پر لوگ جب اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتے تو قاضی یا حاکم کے سامنے آکر کہتے کہ میں نے تو تین طلاقیں کی نیت نہیں کی بلکہ آخری دو الفاظ پہلے لفظ طلاق کی تاکید کے لیے استعمال کیے تھے اور یہ حیلہ کر کے اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھتے تو حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ ہم فیصلہ نیت پر نہیں کریں گے بلکہ الفاظ پر کریں گے جس شخص نے مجلس واحد میں تین طلاقیں دیں تو ہم وہ تین ہی شمار کریں گے۔

یہی مطلب امام نووی نے لکھا ہے ملاحظہ ہو نووی شرح مسلم ص ۴۸۰ -

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہم آپ کے اس فیصلہ کے خلاف تھے (اعلام الموقعین اردو) ص ۶۹۹ الدین القيم مطبوعہ (الحدیث اکادمی - اردو بازار - لاہور)

حضرت عمرؓ کا یہ خیال تھا کہ اس آرٹوئیٹنس سے ڈر کر لوگ اپنے اس غیر شرعی فعل سے باز آجائیں گے۔ یہ کام تو ہونہ سکا کیونکہ یہ فیصلہ محض سیاسی نوعیت کا تھا اور اس کی شرعی بنیاد نہایت کمزور تھیں۔ اس کے برعکس اس فیصلہ سے ایک اور بڑا بگاڑ پیدا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اب لوگ حلاکہ کرنے اور کرانے کی راہیں اختیار کرنے لگے۔ جس کے لیے حضرت عمرؓ کو ایک نیا آرٹوئیٹنس جاری کرنا پڑا جس میں آپ نے حلاکہ کرنے اور کرانے والے دونوں کے لیے ”رجم“ کی سزا کا اعلان کیا۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت عمرؓ نے اس آرٹوئیٹنس کے ماتحت کسی محکمہ یا محکمہ لہ، کو رجم کیا بھی تھا یا نہیں۔ تاہم یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے۔ حلاکہ والا آرٹوئیٹنس تطلیق ثلاثہ والے آرٹوئیٹنس کا ہی متمہ یا دوسرا رُجح تھا۔

انسان فطرتاً جلد باز واقع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو طلاق کا طریقہ بتلایا وہ اس

۱۱۱ فاضل مقالہ نگار کیلانی صاحب نے جن صحابہ کرامؓ کے نام گنوائے ہیں جو حضرت عمرؓ سے اس مسئلہ میں اختلاف رکھتے تھے ان میں حضرت اللہ بن عباس کا نام سرفہرست ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے دونوں قسم کی احادیث مروی ہیں مخالفین عبداللہ بن عباس کی جس حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ مسلم شریف میں یوں درج ہے۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافتہ عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی اموکانت لہم اناة فلوا مضیناۃ علیہم فامضاہ۔ ترجمہ: حضرت طاؤس حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاق ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے اپنے

معاملہ میں جلد بازی سے کام لیا ہے حالانکہ ان کے پاس سوچنے اور سمجھنے کا وقت تھا اب ہم کیوں نہ ان کو ان پر نافذ کر دیں تو حضرت عمرؓ نے انہیں ہی نافذ فرما دیں۔

حدیث ابن عباسؓ کے علماء نے بہت سے جوابات دیے ہیں بعض علماء نے کہا ہے حدیث ابن عباس منسوخ ہے اسی لیے امام ابو داؤد اس کو باب بقیۃ نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث کے تحت لائے ہیں یہی قول علامہ بدر الدین عینی نے اختیار کیا ہے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری جلد ۲۳ ص ۲۳ طبع بیروت۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ حکم اس بیوی کے لیے ہے جس سے خاوند نے ہمبستری نہ کی ہو یعنی یہ حکم غیر مدخول بہا کے ساتھ مخصوص ہے ہے چنانچہ ابو داؤد کی اس روایت میں یہ تصریح موجود ہے اذ طلق امراتہ ثلاثا قبل ان یدخل بہا جعلوها واحدة الح..... نیز امام نسائی اس حدیث کو باب طلاق الثلاث المتفرقة قبل الدخول بالزوجۃ کے ذیل میں لائے ہیں ملاحظہ ہو نسائی ص ۸۳۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس حدیث ابن عباس میں کوئی شرعی حکم یا کسی مسئلہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ اطلاع اور خبر ہے اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دو سالوں میں لوگ اکثر صرف ایک ہی طلاق پر اکتفا کرتے تھے اکٹھی تین طلاقیں دینے سے احتراز اور پرہیز کیا کرتے تھے کیونکہ اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ اور معصیت ہے پھر حضرت عمرؓ کے دور میں لوگوں نے یکبارگی اور اکٹھی تین طلاقیں دینی شروع کر دیں یہ جواب امام نووی امام بیہقی نے بھی نقل کیا ہے ملاحظہ ہو نووی ص ۶۷ بیہقی ص ۲۳ طبع بیروت نیز حضرت ابن عباسؓ کا عمل اور ان کے فیصلے اس کے خلاف ہوتے تھے۔

چنانچہ ابو داؤد میں یہ حدیث موجود ہے۔
عن مجاہد قال گفت عند ابن عباس فجاؤہ رجل فقال انه طلق
امراتہ ثلاثا قال فکت حتی ظننت انه دادها الیہ ثم قال ینطلق
احدکم فیرکب الحموقۃ ثم یقول یا ابن عباس وان الله قال

ومن يتق الله يجعل له مخرجاً وانك لمر تتق الله فلا جد لك

مخرجاً عصيت ربك و بانك منك امراتك - ابو داود ص ۲۹۹

ترجمہ: حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں، مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس خاموش ہو گئے تو میں نے یہ گمان کیا کہ شاید ابن عباس اس کی بیوی کو واپس لوٹا دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا تم میں سے ایک حاکم کتاب ہے پھر کہتا ہے اے ابن عباس اے ابن عباس اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ضرور آسانی کی راہ نکالتا ہے اور بلاشبہ تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈراتا۔ اس لیے میں کوئی راستہ اس سے نکلتے کا نہیں پاتا ہوں۔ تو نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ یعنی اس پر تین طلاقیں واقع ہو گئیں۔

کیلائی صاحب نے دوسرا نام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا لیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک مجلس کی تین طلاقیں کو تین ہی شمار کرتے ہیں چنانچہ سنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے۔

جاء دجل الى علي فقال طلقت امرأتك الف قال ثلاث تحرمها عليك واقسم سائرهما بين ذنائبك (بیہقی ص ۳۳۵) بیروت

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی نے آکر یہ کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تین طلاقیں نے اسکو تجھ پر

حرام کر دیا ہے باقی (۹۹۷) تمام اپنی دوسری بیویوں میں تقسیم کر دے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک بھی اگر کسی نے ایک مجلس میں تین طلاقیں یا پھر تین سے زائد طلاقیں دے دیں تو تین ہر حال میں پڑ جائیں گی اور تین سے زائد لغو اور باطل ہو جائیں گی۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتیں تو حضرت علی کبھی نہ اس شخص کو تین کے وقوع کا کہتے بلکہ یوں فرماتے کہ تیری بیوی پر ایک

فطرت کا لحاظ رکھ کر بتلایا تھا۔ ایک ہی مجلس میں تین طلاق اسی جلد باز فطرت کا نتیجہ ہے اور جب ایسا ہی واقعہ دوسری بوی میں ہوا تو آپ نے اسے ایک ہی طلاق شمار کیا۔ پھر دوبارہ یہ واقعہ ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ”میری زندگی میں کتاب اللہ سے کیلئے گئے ہر ہر نام طلاق ایک ہی طلاق شمار کی اور بس تھ ہی یہ بھی منہ بایا کہ محفل اور محفل لاء دونوں ملعون ہیں۔“

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۰

طلاق واقع ہوئی ہے باقی تمام لغو اور باطل ہو گئیں ہیں۔ نیز دیکھیے یہ بھی ص ۱۳۶ زاد المعاد ص ۶۲ کیلانی صاحب نے اس سلسلہ کا تیسرا نام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا لیا ہے کہ ان کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہے کیلانی صاحب نے یہ بات بھی غلط ہے۔
موظا امام مالک میں ہے۔

ان رجلا جاء الى عبد الله بن مسعود فقال اني طلقت امراتي ثمان في تطليقات فقال ابن مسعود فماذا قيل لك قال قيل لي انها قد بانت مني فقال ابن مسعود صدقوا ص ۴۵ (بہرٹ) ترجمہ: ایک شخص نے عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آکر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو اٹھ طلاقیں دی ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس سے پوچھا کہ (علماء) نے کیا جواب دیا ہے۔ اس نے بتایا کہ علماء نے کہا ہے کہ وہ مجھ سے بالکل جدا ہو گئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (تصدیق کرتے ہوئے) جواب دیا کہ انہوں نے بالکل سچ کہا ہے یعنی اس پر تین طلاقیں پڑ گئیں ہیں۔

حاشیہ صفحہ ۵۸۰

۵۸۰ فاضل مقالہ نگار کیلانی صاحب نے ایک مجلس کی تین طلاقیں کے عدم وقوع کی جس حدیث کا مفہوم نقل کیا ہے وہ حدیث نسائی ص ۱۸ پر اس طرح درج ہے۔

اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امراته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبانا ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا

اب حضرت عمرؓ کا یہ تعزیراتی فیصلہ بھلا انسانی فطرت کو کیسے بدل سکتا تھا؟ نتیجتاً حلالہ کے واقعات رونما ہونے لگے۔ جس کے لیے دوسرا آرٹھی منس جاری کرنا پڑا۔

بعد ازاں امام ابو حنیفہؒ نے بھی حضرت عمرؓ کے فیصلہ کے مطابق فتویٰ دیا۔ جو یہ تھا کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے والا سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔
بین اظہرکم -

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں یہ سن کر آپ غصہ سے کھڑے ہو گئے پھر آپ نے فرمایا کہ کیا میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھینچا جا رہا ہے۔

کیلائی صاحب اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ”تاہم طلاق ایک ہی شمار کی“ کیلائی صاحب نے یہ جملہ اپنی جانب سے بڑھایا ہے اس لیے کہ حدیث میں ایسے کوئی الفاظ نہیں جس سے معلوم ہو کہ آپ نے ان کو ایک ہی شمار کیا اس حدیث سے تو صرف اتنا معلوم ہو رہا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا پسندیدہ فعل نہیں ہے یہ غیر مستحسن امر ہے اس کو آنحضرت نے ناپسند فرمایا ہے۔ (طلاقیں دینے کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ تین طہریں تین طلاقیں دی جائیں) اگر یہ پسندیدہ فعل ہوتا تو آپ اس قدر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے مگر آپ نے اس ناراضگی کے باوجود ان تین طلاقیں کو اس پر نافذ فرما دیا تھا جس طرح حضرت عویمیر کی حدیث گذرا کہ آپ نے تین طلاقیں کو نافذ فرما دیا تھا۔ چنانچہ حضرت محمود بن لبید کی اسی روایت کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن قیم لکھتے ہیں

فلہ یردہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل امضاہ کما فی

حدیث عویمیر العجلانی فی اللعان حیث امضی طلاق الثلاث

ولہ یردہ تمہذیب سنن ابی داؤد ۱۲۹ بحوالہ عمدۃ الایات۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاقیں کو رد نہیں کیا بلکہ ان کو نافذ کر دیا اور جیسا کہ عویمیر عجلانی کی لعان والی حدیث میں ہے کہ آپ نے اس کی تین طلاقیں کو نافذ فرما دیا اور رد نہیں کیا تھا۔

تاہم تین طلاقیں پڑجاتی ہیں۔ بعد کے ادوار میں لوگ گنہ کبیرہ کے ارتکاب والی بات بھی بھول گئے اور حنفیوں میں بالخصوص ایک مجلس میں تین طلاق کا دستور چل نکلا۔ اب چونکہ یہ فتویٰ فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اس کے مقاصد بے شمار ہیں لہذا احناف کا ایک کثیر طبقہ امام صاحب کے اس فتویٰ سے متفق نہیں ہے۔ وہ فقہ مالکیہ کے مطابق اسے ایک ہی طلاق قرار دیتے ہیں۔

یہ فاضل موصوف کی یہ دونوں باتیں غلط ہیں نہ تو احناف کا کثیر طبقہ امام صاحب کے اس فتویٰ سے متفق نہیں ہے اور نہ ہی فقہ مالکیہ کی یہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہیں۔ بلکہ یہ ائمہ اربعہ کا متفقہ مسئلہ ہے جس میں امام مالک بھی شامل ہیں۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی اس کے اجماعی ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ومذہب جماہیر العلماء من التابعین ومن بعدهم منهم
الاوزاعی والنخعی والثوری وابوحنیفۃ واصحابہ ومالک و
اصحابہ والشافعی واصحابہ واحمد واصحابہ والسنحی وابوثور
وابوعبیدہ واخرون کشیرون علی ان من طلق امرأته ثلاثا و
وقعن ولكنہ یا ثلثم وقالو من خالفت فیہ فہو شاذ مخالف
لاهل السنة وانما تعلق به اهل البدع - (عمدة القاری
جز ۲۰ ص ۲۳۳ طبع بیروت)۔

ترجمہ: تابعین میں سے جمہور علماء اور ان کے بعد کے حضرات جن میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے ساتھی، امام مالک اور ان کے ساتھی، امام شافعی اور ان کے ساتھی، امام احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب، ابو السنحی، ابو ثور اور ابو عبیدہ اور بہت سے دوسرے حضرات کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو (ایک مجلس میں) تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گیں لیکن طلاقیں دینے والا گناہ کا رمہ لگا جو لوگ اس مسئلہ میں اختلاف رکھتے ہیں وہ مخالف اہل سنت ہیں اور ان کا تعلق مبتدعین حضرات سے ہے۔

نیز المدونۃ الکبریٰ میں ہے۔

رہے اہل حدیث تو وہ حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کو خواہ وہ مفید تھا یا غیر مفید۔ ایک فتنی اور عارضی فیصلہ سمجھتے ہیں۔ جو شریعت کے حکم پر کسی طرح بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ ان کے خیال کے مطابق درست طریقہ کار آج بھی وہی ہے جو سنت رسول سے ثابت ہے دورِ فاروقی میں بھی سنت رسول کے مطابق طریقہ کار ہی درست تھا۔

حضرت عمرؓ کے اس فیصلہ کی غلطی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بعد میں آپ کو اس فیصلہ پر بہت ندامت ہوئی۔ امام ابن قیمؒ اپنی تصنیف اغاثۃ اللہفان کے ص ۲۲۶ پر ج ۱ حدیث کی کتاب مسند اسماعیل کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ۔

قَالَ عُمَرُ: مَا نَدِمْتُ عَلَى شَيْءٍ نَدِمْتُ عَلَى ثَلَاثٍ اِنْ لَا اَكُونُ حُرْمَتِ الطَّلَاقِ الخ

ترجمہ :- حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے تین باتوں پر شدید ندامت ہوئی (جن میں پہلا یہی طلاق والا مسئلہ ہے) کاش کہ میں طلاق (رحمی) کو حرام نہ کرتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۳)
اُمّ آیت ان طلقتمہا ثلاثاً وہی حامل فی مجلس واحد او مجالس شتی
ایلزمہ ذلک امر لا قال قال مالک یلزمہ ذلک وکروہ لہ
مالک ان یطلقہا ہذا الطلاق (مدونۃ الکبیری لامام مالک بن انس
ص ۴۲-۴۲۱ طبع دار صادر بیروت۔

ترجمہ :- امام مالک سے سوال ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو حالت حمل میں مجلس واحد یا متفرق مجالس میں تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائیں گیں یا نہیں راوی کہتے ہیں کہ امام مالک نے جواب دیا کہ تینوں پڑ جائیں گیں لیکن امام مالک کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں دینا مکروہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۳۱۴)
حضرت عمرؓ کی ندامت والا واقعہ بھی من گھڑت اور بے بنیاد ہے۔ اس لیے کہ مسند اسماعیل کے حوالہ سے جو حدیث حافظ ابن قیمؒ نے اغاثۃ اللہفان میں نقل کی ہے اس حدیث میں ایک راوی خالد بن یزید ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف غیر ثقہ اور منکر